مُعلّمِ تقریر

حکیم الاُمت مُفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

مُعلّمِ تقریر

مُصنّف

حکیم الاُمّت مُفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

قادری پبلشرز

منظور منزل، ۴۲، اردو بازار، لاہور

نام کتاب --------- معلم تقریر (نئی تقریریں)

مصنف --------- حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ

صفحات --------- 64

کمپوزنگ --------- ورڈز میکر

طابع --------- اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ناشر --------- قادری پبلشرز لاہور

قیمت --------- =/[redacted] روپے

سٹاکسٹ

شبیر برادرز

40 اُردو بازار لاہور

۳-کتاب ناقص ہو۔

۴-شاگرد ناقص ہو۔ کہ کامل استاد سے کامل کتاب پڑھی۔ مگر خود نا سمجھ تھا۔ حاصل نہ کر سکا۔

جب یہ چاروں وجہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں مفقود کہ رحمٰن، پڑھانے والا جوان پر کامل مہربان ہے۔ قرآن شریف کامل کتاب اور پڑھنے والے کامل تر انسان کہ جن جیسا کامل خدا کی خدائی میں نہیں تو پھر علم بھی کامل ہی عطا ہوا۔ ان چار باتوں کو اس آیت کریمہ میں بیان فرمایا۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانُ اس آیت ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی دو قدرتیں بیان فرمائیں۔

۱-ایک انسان کی پیدائش۔

۲-دوسرے علم سکھانا اس آیت میں انسان اور بیان میں تین احتمال ہیں۔

ایک یہ کہ انسان سے مراد عام انسان ہو اور بیان سے مراد تمام اسماء کا علم، تیسرے یہ کہ انسان سے مراد آدم علیہ السلام ہوں اور بیان سے مراد تمام اسماء کا علم۔ تیسرے یہ کہ انسان سے مراد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوں اور بیان سے مراد۔ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ کا علم ہو۔ یہ ہی تین تفسیریں روح البیان اور تفسیر صاوی وغیرہ تفاسیر میں مذکور ہیں۔

پہلی تفسیر کی بنا پر اس آیت کا منشاء یہ ہوگا کہ چار عناصر میں خاک عاجز اور کمزور مخلوق ہے، کہ اس پر گندگی وغیرہ رہتی ہے، سب سے نیچی ہے، اس میں سکون ہے، اضطراب نہیں، اس پر گناہ وغیرہ ہوتے ہیں۔ تو چاہئے تو یہ تھا کہ اس ادنیٰ چیز سے ادنیٰ مخلوق پیدا ہوگی۔ مگر ہماری قدرت تو دیکھو ایسی ادنیٰ مخلوق سے اشرف المخلوق، حضرت انسان کو پیدا کیا۔ اس پر مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ بسایا، اسی سے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا۔ اسی میں ان کا قیام گاہ بنایا جس سے اس کا درجہ عرش سے بڑھ گیا۔

بول کہ جس سے تو جانوروں سے بدتر ہو جائے۔ تلاوت قرآن، نعت پاک مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حمد الٰہی جائز باتیں ہیں۔ یہ تیری زبان کا زیور ہے۔ زبان اگر سیدھی چلے تو زبان ہے۔ اگر ٹیڑھی چلے تو زبون یعنی بری ہے اور اگر زیادہ چلے تو زیان یعنی سراسر نقصان ہے۔

آدمی راز بان فصیح کند
جو زبے مغز را سبکساری

اس آیت میں جس بیان کا احسان جتایا گیا ہے۔ وہ وہ ہی بیان ہے جو انسان کو جنان تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام کاموں کے لیے دو۲ دو۲ عضو دیئے' چلنے کو دو۲ پاؤں، چھونے کو دو۲ ہاتھ، دیکھنے کو دو۲ آنکھیں' سننے کو دو۲ کان، مگر بولنے کو ایک زبان، وہ بھی ہونٹوں کے پھاٹک میں، بند اور بتیس دانتوں کے سپاہیوں میں گھری ہوئی یعنی زبان کو پابند رکھو کہ زبان سے ہی آدمی مسلمان بنتا ہے اور اسی سے کافر ہو جاتا ہے۔ زبان ہی عزت دلواتی ہے۔ زبان ہی جوتے کھلوا دیتی ہے۔ دوسری تفسیر کی بنا پر آیت کا منشا یہ ہوگا کہ ہم قدرت والے ہیں جس نے مادی عالم سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور سارے نوریوں کا انہیں خلیفہ بنایا۔ پیدا فرماتے ہی انہیں تمام ناموں کا علم دیا اور وہ فرشتے اور ابلیس جو لاکھوں برس سے تھے انہیں اس نئی مخلوق کا استاد بنایا۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر ایسا فضل کیا کہ انہیں خود اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور بذات خود بغیر کسی وسیلہ کے علم سکھایا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب آدم علیہ السلام کو اتنا کامل علم دیا گیا تو حضور سید صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو باعث تخلیق آدم و آدمیان عالم و عالمان ہیں۔ ان کے علم کا کیا شمار ہیں۔ انہیں فقط ناموں کا علم دیا۔ اور یہاں نام اور نام والے سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دکھا دیئے۔

تیسری تفسیر سے آیت کا منشا یہ ہوگا کہ اس رب تعالیٰ نے انسانیت کی جان محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمایا اور انہیں مَاکَانَ وَمَا یَکُوْنُ۔ کا کامل علم بخشا۔

بیان کے دو معنی ہیں ایک چھپی چیز کو کھولنا، دوسرے الگ الگ کرنا، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دونوں معنی میں بیان عطا فرمایا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رب تعالیٰ کی ذات، اس کے صفات، جنت، دوزخ، عرش ولوح وقلم، جو عالم غیب کے اسرار تھے۔ ظاہر فرمادیئے۔ اگر یہ ذات گرامی درمیان میں نہ ہوتی تو خالق ومخلوق میں تعلق ہی نہ قائم ہوتا اور رب تعالیٰ کے یہ اسرار کبھی فاش نہ ہوتے، نہ قرآن شریف ہم کو ملتا، نہ لوح محفوظ کے علوم کا پتہ کسی کو لگتا۔

نیز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کے طفیل حق و باطل، کفر واسلام نور وظلمت، حلال وحرام، سعید وشقی ودوزخی الگ الگ ہوئے۔ پہلے صدیق اور زندیق یکساں معلوم ہوتے تھے۔ پتہ نہ لگتا تھا کہ کس کے سینہ میں رب تعالیٰ نے کیسا تخم امانت رکھا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ یہ سب علیحدہ ہوئے جیسے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو الگ کیا۔ اسی طرح عربی، عجمی، رومی، حبشی، شرقی، غربی سیاہ وسفید کو مسلمان بنا کر الگ کردیا۔ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ۔

نوٹ ضروری

اس آیت کے کچھ بعد فرمایا جارہا ہے۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ (۱۴:۵۵)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو خشک مٹی سے پیدا کیا جس سے پتہ لگا کہ انسان کی پیدائش خشک مٹی سے ہے۔ لہٰذا لازم ہے کہ انسان میں خشک مٹی کے خواص پائے جائیں کیونکہ اصل کے خواص فرع میں ہونے چاہئیں۔ مٹی میں ایک خاصہ یہ ہے کہ بغیر پانی کی تری کے کوئی سبزہ وغیرہ نہیں اگا سکتی۔ پانی کی محتاج ہے، اسی طرح ہم سب ایمان، تقویٰ میں نگاہ پاک مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حاجتمند ہیں۔ جو کوئی اپنے کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بے پرواہ جانے وہ اپنی فطرت کو بھول گیا۔ جب تیری پیدائش مٹی سے ہے اور مٹی پانی کی محتاج ہے۔ لہٰذا تو بھی کسی نگاہ کا محتاج ہے۔ پھر مٹی کو بادل کی ضرورت ہے

خواہ بلاواسطہ سے یا تالاب' دریا' کنویں وغیرہ کے واسطہ سے ہے۔اسی طرح نبوت کا پانی خواہ واسطہ سے ملے یا اولیاء اللہ وعلماء کرام کے واسطہ سے ملے۔ پھر مٹی پانی کی اس وقت تک محتاج رہتی ہے کہ جب تک کہ کھیتی کٹ نہ جائے۔اس طرح ہم فقط مومن اور نمازی بن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بے پرواہ نہیں ہو گئے بلکہ مرتے وقت بلکہ قبر تک بلکہ حشر تک ان کے حاجت مند ہیں کہ انہیں کے نام پر قبر میں پاس ہوں' انہیں ہی کی شفاعت سے جنت نصیب ہو۔

دوسرا خاصہ مٹی کا یہ ہے کہ بذات خود نیچے گرتی ہے اور کوئی اوپر کو پھینکے تو اوپر جاتی ہے۔گویا گرنا اس کی اپنی خاصیت اور اٹھنا دوسرے کی طاقت۔اسی طرح ہم سب دنیا کے گڑھے میں گرے' ضرورت تھی کہ کوئی اٹھانے والا' اس پستی سے نکال کر بلندی پر پہنچائے۔ وہ اٹھانے والے وہی ہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہیں۔رسی میں ہوتا یہ ہے کہ اس کا ایک حصہ مالک کے ہاتھ میں دوسرا حصہ نیچے والوں کے ہاتھ میں مگر وہ رسی ایسی مضبوط ہے کہ تمام عالم اور اس کے قدم سے لپٹ جائے۔مگر وہ ٹوٹتی نہیں' کھینچنے والا رب' قوی رسی مضبوط رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ہاں ہماری گرفت قوی چاہیئے۔

اس آیت میں جو فرمایا خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (۵۵'۳-۴)اسی علاقہ سے فرمایا گیا کہ اے نیچے گرے ہوئے لوگو اللہ نے تمہیں اٹھانے کیلئے اس محبوب کو بھیجا۔گناہ تو ہم اپنی قوت سے کرتے ہیں اور نیکی دوسرے کی طاقت ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆